ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-01

ماخذ تحقیقی مجلّہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

ایاز علی جراح
لیکچرار، شہید بینظیر بھٹو، یونی ورسٹی، نواب شاہ
شفقت آرا
ہیڈ مسٹرس، گورنمنٹ ہائی اسکول، سکرنڈ
روبینہ فضل الدین
اسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ گرلس ڈگری کالج، نواب شاہ

خط؛ معنٰی و مفہوم اور اس کا تاریخی اور تحقیقی مطالعہ

Ayaz Ali Jarah
Lecturer, SBBU,SBA Nawabshah
Shafqat Ara
H.M, Government High School, Sakrand.
Rubina Fazal din
Assistant Professor, Government Girls Degree College, Nawabshah
***Corresponding Author:** ayazali@sbbusba.edu.pk

Letter; Meaning and its Historical and Research Study

From the time a human being is born, his desire is to express his feelings and thoughts, because when he sees something, he keeps it in his mind until he expresses his thoughts. Until then, he does not get peace, then the human being adopted the literary environment from his thoughts/present, some adopted religion, some adopted politics, some adopted ghazal, some adopted Natam to express themselves. Among these genres of Urdu literature, epistolary writing is a prestigious and permanent genre which has been adopted by the highest personalities of Urdu literature. From which the honor and glory of Urdu remains. Letter writing is one of the ancient genres of literature, with the passage of time, letter writing has achieved its glory. The art and scope of Urdu literature and letter writing is very wide. The beginning of letter writing in the Urdu language was

started under the influence of Arabic and Persian letters, usually Rajab Ali Beg Sarwar and Ghulam Ghos Be Khabar, the first day of Ordo is lost somewhere in circulation. When transmission was adopted, its literary, historical and biographical status also became a few. However, letter writing is considered to be the pinnacle of human civilization. There is an opportunity to express.

Key Words: *Urdu letters, Impact, Mirza Galib, History, Civilization, Art.*

انسان جب سے پیدا ہوا ہے اس کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے جذبات و خیالات کا برملا اظہار کرے کیوں کہ وہ جب کوئی چیز دیکھتا ہے تو اس کو اپنے ذہن میں محفوظ کر لیتا ہے۔ جب تک وہ اپنے خیالات کا اظہار نہیں کرتا ہے تب تک اس کو سکون نہیں ملتا ہے، پھر انسان نے اپنے خیال / حال / طبعیت سے ادبی ماحول کو اپنایا تو کسی نے مذہب کو اپنایا، کسی نے سیاست کو اپنایا کسی نے غزل کو تو کسی نے نظم کو اپنے اظہار کے لئے اپنایا۔ اردو ادب کے ان جملہ اصناف میں مکتوب نویسی ایک پر وقار اور مستقل صنف ہے جس کو اردو ادب کے بہت ہی بلند ترین شخصیات نے اپنایا رشید احمد صدیقی لکھتے ہیں کے غزل کو اردو شاعری کا آبرو کہا جاتا ہے تو مکاتیب کو اس کی جان کہا جاتا ہے۔ جس سے اردو کی آن مان و شان باقی ہے۔

خطوط نگاری ادب کی ایک قدیم اصناف میں سے ایک ہے، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مکتوب نویسی نے اپنی شان و شوکت کا لوہا منوایا۔ اردو ادب میں خطوط نویسی کا فن اور دامن بہت وسیع ہے۔ اردو زبان میں خطوط نویسی کا آغاز عربی اور فارسی مکتوب نگاری کے زیر اثر شروع ہوا تھا، عام طور پر رجب علی بیگ سرور اور غلام غوث بے خبر کو خطوط نگاری کا موجد کہا جاتا ہے

خط کا معنیٰ اور مفہوم:

"خط عربی زبان کا لفظ ہے، اسم ہے، واحد ہے اور مذکر ہے۔ اور اس کے معنیٰ ہیں؛" نوشتہ۔ تحریر۔ لکیر۔ نشان۔ نامہ۔ مکتوب۔۔ ہاتھ کا لکھا ہوا۔ انداز تحریر۔ اور اس کی جمع ہے؛ خط[۱] خط کو مکتوب بھی کہتے ہیں، جس کے معنیٰ ہیں؛" لکھا ہوا۔ لکھا گیا۔ چٹھی، اور اس کی جمع ہے؛ مکاتیب"[۲]

ہماری دنیا میں خطوط نگاری بھی ایک صنف ہے خطوط کے زریعے ہم اپنے چاہنے والوں کے ساتھ رابطہ میں رہتے ہیں خط لکھنے والے کو کاتب کہتے ہیں اور خط پڑھنے والے کو مکتوب الیہ کہتے ہیں۔ ایک اچھا خط غزل کی ہوتا ہے جس میں الفاظ کا چناؤ ہوتا ہے، جس میں جذبات، احساسات، سادگی اور اختصار پر زور دیا جاتا ہے۔ عام طور پر خط دو افراد کے درمیان محدود رہنے والی تحریر ہوتی ہے لکھنے والا اکثر یہ خیال کرتا ہے کہ میری لکھی ہوئی باتیں راز ہی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-01
ماخذ تحقیقی مجلہ

رہیں گی اس لئے وہ خط میں کھل کر اپنے احساسات و جزبات کا اظہار کرتا ہے عربی کا مشہور قول ہے "المکتوب نصف الملاقات" یعنی خط آدہی ملاقات ہے ایک خیال یہ بھی کیا جاتا ہے کہ خط کو نصف ملاقات نہیں کہنا چاہئے بلکہ از ملاقات کہنا چاہئے کیوں کہ روبرو ملاقات میں بعض دفعہ تلخیاں اور غلط فہمیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں ان کے ازالے کا ذریعا بھی خط ہی ہو سکتا ہے۔

خط تخلیق انسانی کا شاہکار:

"خطوطو نگاری ذاتی طور پر رابطے کا ایک اچھا ذریعہ ہے۔ اس کی مدد سے انسان اپنے احسساسات ااور جزبات کا اظہار بھی کر سکتا ہے اور دوسروں کو بھی اپنا ہم خیال بنا سکتا ہے اور اپنا احساساتی اور جذباتی، فطری تقاضا بھی پورا کر سکتا ہے۔ عبد القوی دسنوی لکھتے ہیں "کہ جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ خطوط نگاری گفتگو کا نعما البدل بھی ہو سکتا ہے اور یہ بات صحیح بھی ہے جو لوگ اچھے خیال کہ ہوتے ہیں ان کی گفتگو کا سلسلہ طویل ہو جاتا ہے اور مسحور کرنے کی صلاحیت اس میں بڑھ جاتی ہے اور یہ شرط خطوط نگاری کی ہے "[۳]

خط انسان کی اصلی اور حقیقی احساسات اور جذبات کا واضح اظہار ہے اس میں رازداری کی باتیں ہوتی ہیں، اس لئے اس مین کوئی بھی ابہام نہیں ہوتا ہے، بس یہ کہ سکتے ہیں کہ خط ہی صرف واحد فطری صنف ہے جو سچائی کی عکاسی کرتی ہے اور سچ پر منحصر ہوتی ہے۔ اس لئے انسان نے حقیقی فطرت کو ظاہر کرنے کے لئے اس کی ترقی میں حد سے زیادہ کوشش کی اور اپنا حق ادا کیا ہے اور ہر دور میں اس کی بقاور سلامتی کے لئے کوشش کرتا رہا ہے انسان نے اس زبان کو ابلاغ کا ذریعہ بنا کر پیش کیا ہے، فصاحت، بلاغت، حقیقی اور فطری عکاسی مین کبھی بھی کمی آنے نہیں دی ہے۔ مولوی عبدالحق لکھتے ہیں خط کی یہ ہی خوبصورتی اور ریاپی جو دلوں کو منور کرتی ہے اور یہ ہی وجہ ہے کہ خط سے انسان کی سیرت کا جیسا خیال اور انداز ہے وہ کسی دوسرے طریقے سے بیان نہیں ہو سکتا ہے۔۔ خطوط میں کاتب، مکتوب الیہ سے اکثر اوقات اپنے آپ سے باتیں کرتا ہے جو بات اس کی دل میں ہوتی ہے وہ اسی طرح قلم کی مدد سے لکھنا شروع کرتا ہے۔ بلکہ وہ اپنا دل کاغذ پر نکال کر رکھ دیتا ہے"۔[۴]

خط ایک فن اور ادبی صنف:

خط بھی ملاقات کا ایک ذریعہ ہے۔ اس کو عام طور پر آدہی ملاقات کہا جاتا ہے بعض دفعا تو خط لکھنے کہ بعد ملاقات کی ضرورت ہی نہیں پڑتی ہے، کچھ خطوں کا سواد ہی ایسا ہوتا ہے۔ خط کی سب سے بڑی خصوصیت رازداری ہے اس کی دوسری خصوصیات میں ان باتوں کا اظہار کرنا ہے جن کا روبرو اظہار کرنا ادب میں مناسب نہیں ہے اور وہ

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-01
ماخذ تحقیقی مجلہ

باتیں انسان صرف اپنے آپ سے ہی کرنا پسند کرتا ہے اس لئے خط صرف ملاقات کا ہی نہیں بلکہ اپنی خاص طرز اور نمونے پر ثقافت، تہذیب، تاریخ اور انسانی دلی احساسات و جذبات کا ایک سمندر ہے جس کو کوزے میں بند کیا جاتا ہے۔ اور کاتب اپنی پوری کوشش کرتا ہے کہ وہ اپنی بات اشاورں اور کنایوں کے زریعے ایسے بیان کرے کے اس کو صرف وہی معلوم ہو سکے اور آسانی کے ساتھ سمجھ سکے جس سے وہ مخاطب ہوتا ہے اس لئے خط لکھنے والا ان ساری خوبیوں سے واقف ہوتا ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ خط کو ادب کا حصہ بنایا گیا ہے اور یہ بات الگ ہے کہ سارے خط لکھنے والے اس خوبی سے آشنا نہیں ہوتے ہیں ان کا لکھا ہوا خط تاریخ کا حصہ تو بن سکتا ہے مگر ادبی تقاضے پورے نہ ہونے کی وجہ سے وہ ادب نہیں بن سکتا۔

ڈاکٹر سید عبداللہ

> "خط اردو ادب کی ایک ایسی صنف ہے جو حد زے زیادہ مشکل ہے یہ صنف اتنی مشکل ہے جیسے شیشہ بنانے والا شیشے کے گھر میں بیٹھ کر شیشے کا کام کر رہا ہو ایسا کام کرنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے"۔ (۵)

بقول ڈاکٹر انور سدید خط لکھنا ایک فطری عطا ہے اور یہ عطا ہر کسی کو نہیں مل سکتی ہے

> "مکتوب نگار اگر کوئی شاعر، عالم یا ادیب ہو تو خط کا نمونا ہی بدل جاتا ہے ہے اور یہ صرف اطلاع فراہم نہیں کرتا ہے بلکہ ادب کو بھی سمجھنے میں بڑی مدد کرتا ہے جو شاید کسی اور صنف ادب میں یہ ممکن نہیں ہے" (۶)

کچھ ادیب خط کو ادب ماننے سے انکار کرتے ہیں کیوں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ خط انسان کا ذاتی اور نجی کام ہے

> "ڈاکٹر انور سدید نے بھی یہی بات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فن ایک انسان کی شخصیت کا پردہ ہوتا ہے لیکن خط دوسرے پردے کو قبول نہیں کرتا ہے فن ابلاغ عام کا تقاضا کرتا ہے لیکن خط شرکت عام سے گریز کرتا ہے۔ (۷)

خط کی تاریخ:

کچھ تاریخ دانوں کا خیال ہے کہ خط لکھنا اہل علم کا شوق تھا اور یہ شوق تب سے ہے جب سے تحریر کا کوئی وجود نہیں تھا اور کچھ ادیبوں کا خیال ہے کہ مکتوب نگاری عہد جدید میں کی گئی پیداوار نہیں ہے بلکہ اس کی تاریخ اتنی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-01

ماخذ تحقیقی مجلہ

ہی پرانی ہے جتنی تاریخ کی۔ اور یہ حقیقت ہے کہ انسان اپنی ہر تخلیق میں کامیاب ہے لیکن کچھ مورخوں کا خیال ہے کہ چین میں بھی خط کی روایت بہت پرانی ہے چین والوں کا خیال ہے کہ یہاں چار ہزار سال پرانی یہ روایت چلی آرہی ہے لیکن یہ صرف ایک خام خیال ہے جس کا کوئی ثبوت ہی نہیں ہے۔ ۱۸۸۷ میں عراق کی ایک جگہ پر Tel Alsamarna ماہرین آثار قدیمہ نے کھدائی کی تھی، کھدائی کے دوراں اس مقام سے لاتعداد مٹی کی تختیاں ملی ہیں آثار قدیمہ نے ان تحریروں کو خطوط کا نام دیا ہے جو مصر کے فرعونوں کے لئے لکھے گئے تھے یہ مٹی سے بنی تختیاں آج بھی برٹش میوزم میں محفوظ ہیں، اسلامی کتب خانے کے مصنف الحاج محمد زبیر نے کہا ہے کہ ان تختیوں پر مذہبی امور، اور شاہی حکم نامے تحریر کئے گئے تھے۔ بابل میں بھی خط لکھنے کی روایت ملتی ہے جو دو ہزار سال پرانی ہے ایک خط کا ذکر قران پاک میں ہے جو حضرت سلیمان نے بیبی بلقیس کو لکھا تھا جو ہد ہد پرندے کی مدد سے پہنچایا گیا تھا ۔ قرآن پاک کے علاوہ انجیل میں بھی بہت سارے خطوط ملتے ہیں "پولس رسول روم کی کلیسا سے ملاقات کرنا چاہتا تھا اور وہ تیاری بھی کر رہا تھا اور اس نے یہ خط اپنی راہ ہموار کرنے کے لئے بھی لکھا تھا اس کا اردا تھا کہ وہاں وہ کچھ عرصہ رہ کر مسیحوں کے ساتھ کام کرے اور ان کی مدد سے ہسپانیا چلا جائے، اس خط میں وہ بیان کرتا ہے میں مسیحی ایمان کو کیا سمجھتا ہوں او مسیحوں کی زندگی کے لیے عملی مضرات کیا ہیں"۔ [۸]

تحقیق کے مطابق اور ماہرین تاریخ کے مطابق اوڈیسی کی تحریر سے بھی پتا چلتا ہے کہ یونان میں بھی خط لکھنے کی روایت ملتی ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ افلاطون اور ارسطو نے بھی خطوط لکھے ہیں اس کے ساتھ یونانی تہذیب کے بھی ایک مشہور شاعر سیسرو کے بھی خطوط ملتے ہیں جو زیادہ تر لاطینی زبان میں ہیں اس کے بعد ایک خط حضرت عیسی عہ کے نام بھی ملتا ہے جو ہیر لیس نے لکھا تھا۔ اسلام سے پہلے بھی خط لکھنے کی روایت ملتی ہے لیکن یہ روایت اتنی پختی نہیں تھی آپ محمد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے دور میں خطوط لکھے تھے خاص طور پر بادشاہوں کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے لکھے، ان خطوط کا ذکر اسلامی کتب میں موجود ہے خط لکھنے کا یہ دور صحابہ کرام سے جاملتا ہے، حضرت عمر کے دور میں گورنوروں کو ہدایات اور اطلاعات بھی خطوط کے ذریعے دی جاتی تھیں۔ حضرت عمر کے خطوط مجموعہ خطبات "نہج البلاغہ میں موجود ہیں۔ ہندستان کے مختلف صوفیاء کرام نے بھی اپنے مریدوں کو خطوط لکھے ہیں، اکبر بادشاہ نے بھی اپنے دور حکومت بھی خوط لکھے تھے، جو نورتن کے نام سے مشہور ہوئے تھے۔ تحقیق کے بعد پتا چلتا ہے ایک انگریز جو **jame hall** کے نام سے مشہور تھا اس نے سب سے پہلے خطوط

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-01

ماخذ تحقیقی مجلہ

لکھنے شروع کئے تھے ایک اور شخص ferry queen نے بھی کچھ خطوط لکھے تھے۔اس کے بعد ایک اور نام اتا ہے browny کا آتا ہے جس نے بھی خطوط نگاری پر طبع آزمائی کی تھی۔

بقول پروفیسر قمر منصور نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے کہ مکاتیب نگاری کی ابتدا فورٹ ولیم کالج سے پہلے ہو چکی تھی۔ لیکن اکثر طور پر رجب علی بیگ سرور اور غلام غوث بے خبر کو اردو کا پہلا خطوط نگار کہا جاتا ہے، مرزا اسد اللہ خان غالب سے پہلے خطوط نویسی فارسی روایات میں لکھی جاتی تھی کیوں کہ اس وقت اردو میں خطوط کی کوئی روایت نہیں تھی اگر کوئی خط لکھتا بھی تھا تو فارسی تتبع میں تکلفات سے بوجھل اور گراں ہوتا تھا۔ غالب پہلے شخص ہیں جس نے خطوط میں شخصیت کو بے نقاب کیا ہے۔ غالب کے خطوط میں جو بھی شخصیت آتی ہے وہ ہر حال میں اور ہر رنگ میں اپنی مثال آپ ہوتی ہے کیوں کہ غالب نے اپنے خطوط میں دلی مدعا بالکل سیدھے طریقے سے کیا ہے کیوں کہ یہ حسن و، انداز اور تاثر شاید کسی اور کے ہاں نہ ہو مرزا غالب کے بعد بھی بہت سارے خطوط لکھے گئے ہر کسی نے غالب پیروی کرنے کی کوشش بھی کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے گویا ہم یہ کہ سکتے کہ انداز غالب سے شروع ہوا اور غالب پر ہی ختم ہوا مرزا غالب کی انفرادیت یوں بھی دوسروں سے مختلف رہی ہے کہ آپ نے سب سے پہلا خط کس کو لکھا تھا۔

ڈاکٹر معین الرحمان تحقیق غالب میں لکھتے ہیں۔ غالب کے دستیاب اردو خطوط میں قدیم ترین خط نواب تجمل حسین خان کے نام ہے۔

مرزا غالب اردو ادب کی وہ شخصیت ہیں جس نے اردو ادب کی صنف خطوط نگاری کو روشناس کروایا غالب کی وجہ سے خطوط نگاری کو ایک نیا موڑ مل گیا جہاں سب نے آکر اس صنف میں طبع آزمائی کی غالب سے پہلے ۱۸۸۶ میں مرزا رجب علی بیگ سرور کے خطوط کا مجموعہ "انشاے سرور موجود تھا لیکن سرور کے خطوط کی زبان فسانہ عجائب کی طرح مشکل تھی، اس کے علاہ خواجہ غلام غوث بے خبر کے دو مجموعہ "فغان بے خبر اور انشاے بے خبر شایع ہو چکے تھے، سرور، بے خبر اور غالب تینوں ہی ہم عصر تھے لیکن لوگوں نے غالب کے خطوط کو زیادہ پسند کیا اور ان کے خطوط کو پزیرائی ملی کیوں کی غالب نے مکالہ کو مراسلہ بنا دیا تھا اور ان کی زبان بہت سادہ اور سلیس تھی غالب کے بہت زیادہ خطوط کے مجموعہ ہیں جیسا کہ "عود ہندی، اردو معلی، مکاتیب غالب وغیرہ۔ غالب کے خطوط نگاری کے بعد اردو نثر میں اس کو ایک صنف کے طور پر متعارف کروایا گیا، غالب کے بعد سر سید کے خطوط کا مجموعہ " مکاتیب سر سید، حالی کے خطوط کا مجموعہ حالی کے نام سے شایع کیا گیا تھا شبلی نعمانی کے خطوط " مکاتیب شبلی کے نام سے شایع

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-01

ماخذ تحقیقی مجلہ

ہوئے مولانا آزاد کے خطوط "غبار خاطر" کے نام سے شایع ہوئے صفیہ اختر کے مجموعہ "زیر لب کے نام سے شایع ہو چکے ہیں وغیرہ جیسا کہ کے اردو زبان مین خطوط نگاری کو پہلی مرتبہ متعارف مرزا رجب علی بیگ نے کروایا تھا تاریخ مین ان خطوط کو اولیت کا درجہ دیا جاتا ہے لیکن جو چاشنی اور مزا غالب کے خطوط پڑھنے میں ہے وہ کسی اور کے خطوط میں نہیں پائی جاتی۔ غالب نے اردو میں مکاتیب نگاری کی ابتد ۱۸۴۶یا۱۸۴۸ میں کی ہے غالب کی مکتوب نگاری اردو زبان میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے غالب نے اپنے خطوط میں اپنی دلی کیفیات، سچے جزبات اور حقیقی احساسات کے اظہار کے لئے جو طریقہ اپنایا ہے وہ قابل رشک اور قابل دید ہے۔

خط کی تاریخی اور تحقیقی اہمیت:

> "ڈاکٹر صادق علی گل لکھتے ہیں کہ خطوط ہماری رہنمائی کرتے ہیں اور بعد میں وہ تاریخی دستاویز بن جاتے ہیں۔ مورخ کے نزدیک یہ خطوط قاری کے لئے قابل اعتبار اور ااہمیت کے لائق ہوتے ہیں" (۹)

"سید نصرت بخاری لکھتے ہیں کی کچھ خطوط ایسے ہوتے ہیں جو تاریخ پر ایسے نشان چھوڑ جاتے ہیں جو کبھی نہیں مٹتے اور تاریخ کا اہم حصہ اور جز بن جاتے ہیں، تاریخ مین ایسا ہی خط ملتا ہے جو حضرت عثمان سے منسوب ہے جب کہ آپ نے اس خط کو ماننے سے انکار کیا ہے لیکن اس کے اثرات آج تک موجود ہیں اور رہتی دنیا تک اس خط کی تاریخ قائم و دائم رہی گی کیوں اس خط کی وجہ سے حضرت عثمان کی شہادت ہوئی اور یہ خط کئی جنگوں کا سبب بھی بنا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں میں دو گروہ بن گئے ایک شیعان عہ اور دوسرا شیعان معاویہ میں تقسیم ہو گئے ہیں پھر آہستہ آہستہ ایک دوسرے سے دور ہوتے گئے دوریاں بڑھتی گئیں اور ایک وسیع خلیج کی صورت اختیار کر گئے ہیں اور یہ ہی خط حضرت امام حسین عہ کی شہادت کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔(۱۰)

محمد سعید لکھتے ہیں کہ دستاویزی تحقیق میں اگر کسی صنف سخن کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے تو وہ مکاتیب کی ہوتی ہے۔ حالاں کہ کسی بھی انسان خود نوشت ان کے احساسات و جذبات، شخصی و نفسی مطالعے کے لیے سب سے اہم ماخذ اس کے مکاتیب ہوتے ہیں۔(۱۱)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-01
ماخذ تحقیقی مجلہ

ڈاکٹر معین الرحمان کے خیال میں مکاتیب کسی بھی شخصیت کو جانچنے کا ایک طاقتور آلہ ہوتا ہے۔ کیوں کے مکاتیب کی اہمیت کے کئی پہلو ہوتے ہیں، ایک تو کاتب جب بھی لکھتا ہے تو بڑا بے تکلف ہو کر لکھتا ہے اور اس کے سوچنے کا انداز، ذہنی حالت طبعیت کی سادگی یا پرکاری جلدی معلوم ہو جاتی ہے دوسرا یہ کے مکاتیب سے نجی حالات اور بہت سی باتوں کا جو عام حالات میں لکھنا، بیان کرنا پسند نہیں کرنا، تیسرا یہ کہ مکتوب نگار کے اسلوب اور زبان پر عبور ہونے کا پتا لگتا ہے کہ اس کے دل اور دماغ میں کیا چل رہا ہے اور وہ کس کے بارے میں کیا سوچتا ہے

"ڈاکٹر گیان چند کے بقول خطوط میں انسان بغیر بناوء سینگار کے اصلی صورت میں آجاتا ہے، کیوں کہ کاتب یہ جانتا ہے کہ اسے شایع نہیں کیا جائے گا اس لئے دل کھول کر وہ باتیں کرتا ہے۔ اس لئے خط مکتوب نگار کا ایک سچا عکس سامنے آجاتا ہے۔[۱۲]

عبدالقوی دسنوی لکھتے ہیں۔ ادیبوں کے خطوط پڑھنے مین بڑا مزا آتا ہے کیوں کی اس میں اپنائیت کا احساس ہوتا ہے ان کی باتوں سے آشنائی ہوتی ہے ان کے فکر و خیال سے آگاہی ہوتی ہے ان کے مسائل کا پتا چلتا ہے ان کے حالات سے باخبر ہو جاتے ہیں، ان کی آرزوں کا پتا چلتا ہے ان کے اردوں سے واقفیت ہوتی ہے ان کی محبتیں مسکراتی ہیں اور ان کے جذبا نفرت سے بھی آشنائی ہو جاتی ہے ان کی سچائیاں سامنے آجاتی ہیں کیوں ایک اچھا خط آئینہ ہوتا ہے وہ آئینہ مکتوب نگار کی اصلی صورت دکھاتا ہے اس کی سرگوشی کا پتا چلتا ہے وہ راز کو راز رہنے نہیں دیتا ہے سچ کو جھوٹ بننے نہیں دیتا سچائی سے بے خبر رہنے نہیں دیتا۔[۱۳]

تاریخ پر اگر غور کریں تو آج تک بے شمار خطوط لکھے گئے ہیں اور ابھی اس پر کام جاری ہے لیکن اردو ادب میں بہت سارے ایسے بھی مکاتیب نگار ہیں جن کو اردو ادب میں بڑے ادب سے یاد کیا جاتا ہے جیسے مرزا غالب کو خطوط نگاری کا بادشاہ کہا جاتا ہے اور اس کی مقبولیت آج بھی اتنی ہے جتنی پہلے تھی کیوں کہ کہا جاتا ہے کہ اگر کسی کے بارے میں جاننا ہو تو اس کے خطوط کا مطالعہ کرو آپ پوری زندگی، ان کے حالات، مسائل سے مکمل طور پر آگاہ ہو جائیں گے کیوں کہ خطوط بھی سوانح نگاری کا ایک حصہ ہیں جس طرح سوانح نگار کسی کی ہر چیز کو بیان کرتا ہے اس طرح خطوط نگار بھی اپنے خط میں ہر چیز کو کھول کر بیان کر دیتا ہے خطوط کی افادیت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ خطوط سوانح نگاری کے بہترین ماخذ ہوتے ہیں اس میں خطوط نگار کی شخصیت اس کے دکھ سکھ اور سیرت و کردار، ذہنی سوچ ،حالات کا ذکر ملتا ہے۔ بقول گیلب" تحیریری روایت بحری نشانات کے ذریعے ترسیل باہمی کا نظام ہے 14 صالحہ عابد

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-01

ماخذ تحقیقی مجلہ

حسین لکھتی ہیں "جب سے خط کی صنف ہمارے سامنے آئی ہے وہ ہر کسی کو اپنی محبوب لگتی ہے جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔(۱۵)

مولوی عبد الحق لکھتے ہیں "ادب میں لا تعداد دل کشیاں ہیں اور اس کی بے شمار راہیں بھی ہیں مگر جو مزا خطوط میں ہے وہ کسی اور صنف میں نہیں ہے۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں جب بھی کوئی چیز کاغذ پر لکھتے ہیں چاہے وہ کسی بھی صنف میں کیوں نہ ہو ہمیں پتا ہوتا ہے کہ وہ دوسروں کے لئے ہے اور دوسروں کے ہاتھوں میں جائے گی اس لئے بڑے محطاط انداز میں ہم لکھتے ہیں اور اس کے زمان و مکان کا بھی خیال رکھنا پڑتا ہے۔ اسلوب اور معاشرے کا بھی خیال رکھنا پڑتا ہے جب کے ہم خطوط لکھتے ہیں تو دل کھول کر لکھتے ہیں کیوں کے وہ غیروں کے لئے نہیں ہوتے ہیں اس لئے ہم سارے جذبات جو دل میں ہوتے ہیں کاغذ پر منتقل کر دیتے ہیں۔ 16 شہناز انجم نے لکھا ہے " جیسے جیسے انسان کا شعور بڑھتا گیا ہے اس کے سماجی رابطے بھی بڑھ گئے ہیں حکومتوں کی سرحدیں پھیلیں ہیں اور خطوط نویسی کا آغاز ہو گیا ہے(۱۷) واجد علی شاہ نے بھی اپنے دور حکومت میں خطوط لکھے ہیں ان خطوط کے بارے ڈاکٹر زہرا امتاز لکھتی ہیں، واجد علی شاہ کے خطوط ایک طرف تو خوب صورت عبارتیں ہیں تو دوسری طرف شگفتگی کا بھی لطف ہے، ایک طرف سیاسی و سماجی حالات کا ذکر ہے تو دوسری سیاسی و سماجی حالت کا ذکر ہے ان تکالیف کا بھی ذکر ہے جو ان کے خاندان پر گزری ہیں۔(۱۸)

المختصر خطوط سے زیادہ بڑھ کر کوئی ایسی صنف نہیں ہے جس کو پڑھ کر انسان بہت لطف انداز ہوتا ہے اور پڑھنے والے کو بھی بہت خوشی ہوتی ہے۔

حوالاجات

۱. فیروز اللغات اردو جامع؛ مرتبہ الحاج مولوی فیروز الدین مرحوم، نظر ثانی ادارہ تصنیف و تالیف فیروز سنز لاہور، سال اشاعت ۲۰۰۵، ص ۶۲۶

۲. فیروز اللغات اردو جامع؛ مرتبہ الحاج مولوی فیروز الدین مرحوم، نظر ثانی ادارہ تصنیف و تالیف فیروز سنز لاہور، سال اشاعت ۲۰۰۵، ص ۱۳۳۸

۳. عبد القوی دسنوی، مکتوب نگار فراق، من آنم کی روشنی میں، مضمون مشمولہ نقوش، شمارہ ۱۳۲، دسمبر ۱۹۸۴، ص ۱۷۳

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-01

۴. ڈاکٹر مولوی عبدالحق؛ ''مقدمات عبدالحق''، مرتبہ؛ ڈاکٹر عبادت بریلوی، اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، اردو بازار، جامع مسجد دہلی، جون ۱۹۷۲، ص ۲۳۹

۵. ڈاکٹر سید عبداللہ؛ '' اردو خط نگاری''، مضمون مشمولہ 'نقوش'، مکاتیب نمبر، جلد اول، شمارہ ۶۵ اور ۶۶، سالِ اشاعت ۱۹۵۷، ص ۱۸

۶. ڈاکٹر انور سدید: ''مقدمہ''، 'وزیر آغا کے خطوط انور سدید کے نام'، مکتبہ فکر و خیال لاہور، سال اشاعت ۱۹۵۸، ص ۸

۷. ڈاکٹر انور سدید: ''مقدمہ''، 'وزیر آغا کے خطوط انور سدید کے نام'، مکتبہ فکر و خیال لاہور، سال اشاعت ۱۹۵۸، ص ۷

۸. کتاب مقدس، پاکستان بائیبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور، سال اشاعت ۲۰۰۸، ص ۲۰۵

۹. ڈاکٹر صادق علی گِل؛ ''فن تاریخ نویسی، ہومر سے ٹائن بی تک) اشاعت اول، ایم پوزیم لاہور ۱۹۹۸، ص ۱۲

۱۰. سید نصرت بخاری؛ مشمولہ 'خط نگاری مباحث، روایت اور اہمیت'، مرتبہ سید جاوید اقبال، ناشر قصر الادب، حیدَرآباد، سال اشاعت ندارد، ص ۱۷

۱۱. محمد سعید۔ کچھ ان مکاتیب کے بارے میں مشمولہ تحقیق نامہ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور ۲۰۰۵_۲۰۰۶ ص ۲۷

۱۲. ڈاکٹر گیان چند، اردو کی ادبی نثر کی اقسام، مضمون مشمولہ نقوش، شمارہ ۱۳۴، ص ۹۱

۱۳. عبدالقوی دسنوی، یاد عزیز مہربان، مضمون مشمولہ نقوش، شمارہ ۱۳۹، ص ۲۹۷

۱۴. پروفیسر گیان چند علام لسانایت ص ۴۴۳

۱۵. آواز دوست صالحہ عابد حسین ص ۱

۱۶. خطوط غالب خلیق انجم ص ۵۳

۱۷. ادبی شر کا ارتقاء ڈاکٹر شہناز انجم ص ۲۶۲ / ۲۶۳

۱۸. واجد علی شاہ کا دور مٹیابرج ڈاکٹر زہرا ممتاز ص ۱۴۱